رنگ سخن

پروفیسر محمد اکرام تائب (عارف والا)

علم کے ساحر کا اب جادو ٹوٹ گیا
ہر سو گھپ اندھیرا سونی بستی ہے

ہاکی اور بلے نے سب کچھ لوٹ لیا
ہم معمار قوم ہیں فاقہ مستی ہے

بال پریشاں، آنکھیں پرنم، دل ویراں
ساری دنیا حال پہ اپنے ہنستی ہے

کل تک شاہوں کے سر آگے جھکتے تھے
آج میری تقدیر میں کتنی پستی ہے

مہنگائی نے جینا دوبھر کر ڈالا
فکرِ نانِ شب کی ناگن ڈستی ہے

صدیوں کا اس دل میں بغض و کینہ ہے
پل دو پل کی گرچہ اپنی ہستی ہے

دن کو چین نہ رات کو نیند ہے آنکھوں میں
یارب تیری دنیا کیسی بستی ہے

اور تو ہر اک شے سونے کے بھاؤ ہے
بس اک خون کی بوند تائب سستی ہے

◎

سید کاشف گیلانی

جوابِ آں غزل

اب ہم یہ سوچنے پہ ہیں مجبور ہو گئے
کچھ ذہن تعصب سے ہیں بے نور ہو گئے

پگڑی اچھالتے ہیں اساطینِ علم کی
یہ سِحر سے ابلیس کی مسحور ہو گئے

ان کو خبر نہیں پس آزادیٔ وطن
جو کچھ نہ کر سکے تھے وہ مشہور ہو گئے

ٹکرا گئے جو لوگ فرنگی سے بے خطر
وہ لوگ ارضِ پاک میں مقہور ہو گئے

ہم کو یہ ملک جان سے بڑھ کر عزیز ہے
پھر تھوکنا جو وقت پہ ہم دور ہو گئے

ہم نے کیا نہ مشرقی بنگال کو الگ
کیا جرم ہو گیا ہے جو مغرور ہو گئے

پوچھے کوئی فرعون سے موجوں میں نیل کی
نشے سب اختیار کے کافور ہو گئے

کاشف خدا پہ چھوڑ دو ان کا معاملہ
دنیا سے جتنے لوگ بھی مستور ہو گئے